Prem chand k Afsanoun mein kisan aur dehat ki akkasi
B.A Urdu (Hons)
Lecture-2

جہاں تک پریم چند کے افسانوں میں دیہاتی زندگی کی منظر کشی کا تعلق ہے ،اس سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ پریم چند گائوں میں پلے بڑھے تھے اور ہندوستانی گائوں ان کے رگ وریشے میں رچ بس گیا تھا۔چنانچہ انھوں نے اپنے عہد میں ہندوستانی دیہاتوں کو پروہت،مہاجن،ساہوکار اور زمیندار کے ظالمانہ شکنجے میں جکڑا پایا۔انھوں نے دیہاتی سماج میں دیکھا کہ زمین بٹائی کے بہانے ساہوکار کسان کی محنت کی کمائی اپنے گودام میں ڈال دیتا ہے۔مزید یہ کہ ذات پات،اونچ نیچ اور چھوت چھات کے احمقانہ تصور نے لوگوں کو کئی سماجی برائیوں میں مبتلا کر دیا ہے۔پریم چند نے اس ظلم وناانصافی اور نابرابری کے خلاف اپنا قلمی جہاد شروع کیا اور ایک اصلاح پسند اور انسان دوست ادیب ہونے کے ناتے اپنے افسانوں میں دیہاتی زندگی کو اسی طرح پیش کیا، جس طرح وہ انہیں نظر آرہی تھی۔اور جس انداز سے پریم چند نے دیہی زندگی کو پیش کیا ہے اس سے ان کی دیہی زندگی کے متعلق گہرے مشاہدے کی نشاندہی ہوتی ہے۔کیونکہ وہ کسانوں ،مزدوروں،مہاجنوں،ساہکاروں اور زمینداروں سے وابستہ مختلف طبقوں کے لوگوں کی خوبیوں اور خامیوں سے صرف آشنا ہی نہیں تھے ،بلکہ ان کی ذہنی اُلجھنوں اور خواہشات وغیرہ کو بھی خوب اچھی طرح سے جانتے تھے۔

پریم چند سے پہلے اردو کا افسانوی ادب شہری زندگی اور اس کے مسائل تک ہی محدود تھا۔پریم چند نے پہلی بار اردو افسانہ میں گائوں کی کھلی ہوئی زندگی،اس کے میلے ٹھیلے،کھیت کھلیان،چوپال اور گائوں کے سماجی رشتوں کو پیش کیا،اور اپنے افسانوں کے ذریعے دیہاتی ماحول کی خوبصورت عکاسی کی ہے۔انھوں نے اپنی کہانیوں میں گائوں کے نچلے طبقے کی زندگی ،اس کی مفلوک الحالی، محرومیوں اور مجبوریوں کی روداد اس طرح موثر ڈھنگ سے بیان کی ہے کہ اُس دور کے گاؤں کی پوری تصویر ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔

افسانہ ''بے غرض محسن''میں پریم چند نے پہلی بار ایک غریب کسان کو اپنے افسانے کا ہیرو بنایا اور یہ ثابت کر دیا کہ ایک معمولی کسان میں بھی ہیرو کی ساری خصوصیات موجود ہوتی ہیں۔اس افسانے میں ایک غریب کسان تخت سنگھ اور اس کی بیوی کی غربت اور استحصال بھری زندگی کی جو تصویر کشی کی گئی ہے وہ بڑی دل خراش ہے ۔اس افسانے میں پریم چند نے پہلی مرتبہ ہندوستانی دیہات کی زندگی کے المناک ماحول کو سمیٹنے کی ایک کامیاب کوشش کی ہے ۔یہ وہ دور تھا جب زمینداروں ،مہاجنوں اور ساہکاروں کا ظلم اپنے شباب پر تھا اور کسانوں پر ان کے مظالم بڑھتے ہی جارہے تھے ۔اس افسانے میں پریم چند نے گاؤں کی سچی اور جاذب نظر تصویر کشی بڑی ہنر مندی اور فنکارانہ انداز سے کی ہے کہ اس کی نظیر ہی نہیں ملتی۔

''اندھیر'' پریم چند کا ایک اہم افسانہ ہے ، جس میں مذہبی بے راہ روی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اس افسانے کی کہانی گنگا کے کنارے آباد دو گاؤں کے رہنے والے باشندوں کی آپسی لڑائی جھگڑوں سے شروع ہوتی ہے اور آخر کار ناگ پنچمی کے تہوار پر یہ کہانی اپنے اختتام کو پہنچتی ہے۔ اس افسانے میں پریم چند نے دیہاتی لوگوں کی جہالت، داروغہ، نمبر دار، پٹواری، مکھیا اور سر پنچ جیسے گائوں کے سرپرستوں کو اس طرح سے بے نقاب کیا ہے کہ قاری کے سامنے جہالت کی تاریکی اور لاعلمی کا گھور اندھیرا آجاتا ہے۔ افسانہ ''اندھیر'' سے یہ اقتباس ملاحظہ ہے :

''بڑھئی نے آکر گوپال اور گورا کے لئے دو نئی پیڑھیاں بنائیں ۔ نائن نے آنگن لیپا اور چوک بنائی دروازے پر بندھن واریں بندھ گئیں ۔ آنگن میں کیلے کی شاخیں گڑ گئیں ، پنڈت جی کے لئے سنگھاسن سج گیا فرائض باہمی کا انتظام خود بخود اپنے مقررہ دائرے پر چلنے لگا۔ یہی نظام تمدن ہے جس نے دیہات کی زندگی کو تکلفات سے بے نیاز بنا رکھا ہے لیکن افسوس کہ اب ادنیٰ اوراعلیٰ کے بے معنیٰ اور بیہودہ قیودنے ان باہمی فرائض کو امدادحسنہ کے رُتبے سے ہٹا کر ان پر ذلت اور نیچے پن کا داغ لگا دیا ہے ۔ شام ہوئی پنڈت موٹے رام نے کندھے پر جھولی ڈالی، ہاتھ میں سنکھ لیا اور کھڑاؤں کھٹ پٹ کرتے گوپال کے گھر پہنچے آنگن میں ٹاٹ بچھا ہوا تھا۔ گاؤں کے معززین کتھا سننے کے لئے آبیٹھے ، گھنٹی بجی، سنکھ پھوکا گیا اور کتھا شروع ہوئی۔ گوپال بھی گاڑھے کی چادر اوڑھے ایک کونے میں دیوار کے آسرے بیٹھا ہوا تھا۔ مکھیا، نمبر دار اور پٹواری نے ازراہِ ہمدردی اس سے کہا:

''ستیہ نارائن کی مہما تھی کہ تم پر کوئی آنچ نہ آتی۔''

گوپال نے انگڑائی لے کر کہا ستیہ نارائن کی مہما نہیں یہ اندھیر ہے۔'' (''پریم چند کے سو افسانے''، ترتیب وانتخاب: پریم گوپال متّل، صفحہ :۱۳۸)

پریم چند سماجی انصاف کے بڑے قائل تھے، لیکن ان کے دور میں اونچ نیچ اور چھوت چھات کا ناسور سماج کو اندر ہی اندر کھوکھلا کر رہا تھا۔ اس لئے انھوں نے جہاں انسانیت کو مجروح ہوتے دیکھا، ان کا دل تڑپ اٹھا اور اس کے خلاف آواز بلند کی۔ افسانہ ''صرف ایک آواز'' کا مرکزی کردار ٹھاکر درشن سنگھ اپنی بوڑھی ٹھکرائن کے ساتھ گنگا جی جاتے ہیں تو پورے گاؤں کے لوگ ان کو رخصت کرنے آتے ہیں ۔ جب وہ گنگا جی پہنچتے ہیں تو وہاں پر شیریں بیاں سنیاسی کی پُر اثر تقریر سنتے ہیں جو چھوت چھات کے خلاف ہوتی ہے ۔ سنیاسی سامعین حضرات سے کہتا ہے کہ آج سے ہم اچھوتوں کے ساتھ برادرانہ سلوک کریں گے اور ان کو اپنے گلے لگائیں گے۔ لیکن کوئی بھی شخص کچھ نہیں کہہ سکا اتنے میں ٹھاکر درشن سنگھ کھڑے ہوتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں اس کے لئے تیار ہوں لیکن سارا مجموعہ اُن پر ہنستا ہے۔ افسانہ ''صرف ایک آواز'' میں پریم چند نے بڑی فنکارانہ مہارت کے ساتھ یہ دکھایا ہے کہ اس دور میں چھوت چھات نہ صرف چھوٹی ذات کے لوگوں کے ساتھ کی جاتی تھی، بلکہ اس کا دائرہ کافی وسیع پیمانے پر تھا، اور اس طرح اس افسانے کے ذریعے انھوں نے اچھوتوں کے المناک زندگی کے حوالے سے

ہندو سماج کی بے حسی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ افسانہ ''صرف ایک آواز'' میں پریم چند نے دیہاتی ماحول کی جو عکاسی کی ہے وہ قابلِ دید ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہے:

''جب دوپہر ہوتے ہوئے ٹھاکر اور ٹھکرائن گاؤں سے چلے تو سینکڑوں آدمی ان کے ساتھ تھے۔ اور پختہ سڑک پر پہنچے۔ تو جاتریوں کا ایسا تانتا لگا ہوا تھا گویا کوئی بازار ہے۔ ایسے ایسے بوڑھے لاٹھیاں ٹیکتے یا ڈولیوں پر سوار چلے جاتے تھے جنہیں تکلیف دینے کی ملک الموت نے بھی ضرورت نہ سمجھی تھی۔ اندھے دوسروں کی لکڑی کے سہارے قدم بڑھائے آتے تھے۔ بعض آدمیوں نے اپنی بوڑھی ماتاؤں کو پیٹھ پر لاد لیا تھا۔ کسی کے سر پر کپڑوں کا بقچہ، کسی کے کندھے پر لوٹا، ڈور کسی کے کندھے پر اور کتنے ہی آدمیوں نے پیروں پر چیتھڑے لپیٹ لیے تھے، جوتے کہاں سے لائیں۔ مگر مذہبی جوش کی یہ برکت تھی کہ من کسی کا میلا نہ تھا۔'' (''پریم چند کے سو افسانے''، پریم گوپال متّل، صفحہ: ۱۴۰)

Dr. H M IMRAN

Assistant Professor, Deptt, of Urdu, S.S College, Jehanabad

Mob: 9868606178

Email: imran305@gmail.com